اسلام اور
دورِ حاضر کے شبہات و مغالطے

از

جسٹس (ر) حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

نائب رئیس جامعہ دارالعلوم کراچی

جمع و ترتیب

مفتی عمر انور

اُستاذ جامعہ علومِ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

زمزم

للطباعة والنشر والتوزيع

پردہ و حجاب

کیا پردہ (حجاب) کا حکم صرف ازواج مطہرات کے لیے خاص تھا؟

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ پردہ کا حکم صرف ازواج مطہرات کے لیے تھا اور یہ حکم ان کے علاوہ دوسری عورتوں کے لیے نہیں ہے اور اسی مندرجہ بالا آیت ہی سے استدلال کرتے ہیں کہ اس آیت میں خطاب صرف ازواج مطہرات کو کیا جارہا ہے۔

یادرکھو! یہ بات نقلی اور عقلی ہر اعتبار سے غلط ہے، اس لیئے کہ ایک طرف تو اس آیت میں شریعت کے بہت سے احکام دیے گئے ہیں، مثلا ایک حکم تو یہی ہے کہ: ﴿ولا تبرّجن تبرّج الجاهلية الأولى﴾

ترجمہ: جاہلیت کی عورتوں کی طرح خوب زیب وزینت اور آرائش کر کے باہر نہ نکلو۔

تو کیا یہ حکم صرف ازواج مطہرات کو ہے؟ اور دوسری عورتوں کو اس کی اجازت ہے کہ جاہلیت کی عورتوں کی طرح زیب وزینت کر کے باہر نکلا کریں؟ ظاہر ہے کہ دوسری عورتوں کو بھی اجازت نہیں، اور آگے ایک حکم یہ دیا کہ: ﴿وأقمن الصلوة﴾

ترجمہ: اور نماز قائم کرو۔

تو کیا نماز قائم کرنے کا حکم ازواج مطہرات کے لیے ہے؟ اور دوسری عورتوں کو نماز کا حکم نہیں؟ اور اس کے بعد ایک حکم یہ دیا گیا کہ: ﴿وأتين الزكوة﴾

ترجمہ: اور زکوۃ ادا کرو۔

تو کیا زکوۃ کا حکم صرف ازواج مطہرات کو ہے؟ دوسری عورتوں کو نہیں؟

اور آگے فرمایا کہ: ﴿وأطعن الله ورسوله﴾

ترجمہ: اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

تو کیا اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم صرف ازواج مطہرات کو ہے؟ دوسری عورتوں کو نہیں ہے؟ پوری آیت کا سیاق وسباق یہ بتارہا ہے کہ اس آیت میں جتنے احکام ہیں وہ سب کے لیے عام

ہیں، اگرچہ براہ راست خطاب ازواج مطہرات کو ہے لیکن ان کے واسطے سے پوری امت کی عورتوں کو خطاب ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حجاب اور پردے کا مقصد یہ تھا کہ معاشرے کے اندر بے پردگی کے نتیجے میں جو فتنہ پیدا ہوسکتا ہے اس کا سد باب کیا جائے، اب سوال یہ ہے کہ کیا فتنہ صرف ازواج مطہرات کے باہر نکلنے سے پیدا ہوگا؟ معاذ اللہ! وہ ازواج مطہرات کہ ان جیسی پاکیزہ خواتین اس روئے زمین پر پیدا نہیں ہوئیں، کیا انہیں سے فتنے کا خطرہ تھا؟ کیا دوسری عورتوں کے نکلنے سے فتنے کا اندیشہ نہیں ہے؟ تو جب ازواج مطہرات کو یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ تم پردہ کے ساتھ نکلو تو دوسری عورتوں کو یہ حکم بطریق اولی دیا جائے گا، اس لیے کہ ان سے فتنہ کا اندیشہ زیادہ ہے۔

اس کے علاوہ دوسری آیت میں پوری امت مسلمہ سے خطاب ہے، فرمایا:

﴿یا أیها النبی قل لأزواجك و بناتك ونساء المؤمنین یدنین علیهن من جلابیبهن﴾

ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں سے بھی کہہ دو اور اپنی بیٹیوں سے بھی کہہ دو اور تمام مؤمنوں کی عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ اپنے چہروں پر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں۔

اس سے زیادہ صاف اور واضح حکم کوئی اور نہیں ہوسکتا، ''جلابیب'' جمع ہے ''جلباب'' کی اور ''جلباب'' اس چادر کو کہا جاتا ہے جس میں سر سے پاؤں تک عورت کا پورا جسم اس میں چھپا ہوا ہو اور پھر قرآن کریم نے صرف چادر پہننے کا حکم نہیں دیا بلکہ لفظ ''یدنین'' لائے، جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ چادر آگے ڈھلکا لیں تاکہ چہرہ بھی نمایاں نہ ہو اور اس چادر میں چھپ جائے، اب اس سے زیادہ واضح اور کیا حکم ہوسکتا ہے۔ [اصلاحی خطبات، ج ۱، ص ۱۶۷ تا ۱۷۰]

چھرہ پردے میں داخل ھے یا نھیں؟

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ باقی جسم کا پردہ تو ہے لیکن چہرے کا پردہ نہیں ہے، خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ اول تو چہرے کا پردہ ہے، قرآن کریم نے عورتوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿یدنین علیهن من جلابیبهن﴾ [الاحزاب:٦٩]

اس آیت میں ''جلابیب'' کا لفظ اختیار فرمایا ہے، یہ جمع ہے ''جلباب'' کی اور جلباب اس چادر کو کہا جاتا ہے جو سر سے لے کر پاؤں تک پورے جسم کو ڈھانپ لے، اس میں اور برقع میں فرق صرف یہ ہے کہ برقع سلا ہوا ہوتا ہے اور جلباب سلی ہوئی نہیں ہوتی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خواتین جلباب ہی استعمال کیا کرتی تھیں، اس آیت میں فرمایا کہ ''آپ تمام مؤمن عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی جلبابیں اپنے

اوپر جھکالیں''، اس آیت میں جھکانے کا حکم دیا ہے، تاکہ عورت کے چہرے کو اس طرح منظر عام پر نہ لایا جائے جو فتنے کا سبب بنے لہذا اول تو چہرے کا پردہ ہے اور قرآن کریم کے حکم کے مطابق ہے۔

[اصلاحی خطبات، ج ۱۵، ص ۲۰۸]

چہرے کے پردے کا انکار کرنے والوں کی عجیب منطق

لیکن میں کہتا ہوں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ چہرے کا پردہ نہیں ہے، وہ لوگ درحقیقت پردہ ہی سے اپنے کو آزاد کرنا چاہتے ہیں، کیونکہ جو لوگ چہرے کے پردے کا انکار کرتے ہیں، انہوں نے آج تک کبھی ان عورتوں پر نکیر نہیں کی کہ جو باہر نکلتی ہیں تو ان کا چہرہ تو درکنار بلکہ ان کا سینہ کھلا ہوا ہوتا ہے، ان کا گلا کھلا ہوا ہوتا ہے، ان کے بازو کھلے ہوئے ہوتے ہیں، ان کی پنڈلیاں کھلی ہوئی ہوتی ہیں اور ان خواتین نے ایسا چست اور تنگ لباس پہنا ہوا ہوتا ہے جو فتنے کا سبب ہے، لیکن یہی لوگ ایسی خواتین پر نکیر نہیں کرتے، ہاں! اس مسئلے پر بحث کرنے کے لیے تیار ہیں کہ چہرے کا پردہ ہے یا نہیں!۔

[اصلاحی خطبات، ج ۱۵، ص ۲۰۹]

حجاب اور پردہ کی کیا حد ہے ؟

''حجاب'' کے بارے میں اتنی بات ضرور عرض کردوں کہ ''حجاب'' میں اصل بات یہ ہے کہ سر سے لے کر پاؤں تک پورا جسم چادر سے یا برقع سے یا کسی ڈھیلے ڈھالے گاؤن سے ڈھکا ہوا ہو اور بال بھی ڈھکے ہوئے ہوں اور چہرے کا حکم یہ ہے کہ اصلاً چہرے کا بھی پردہ ہے، اس لیے چہرے پر بھی نقاب ہونا چاہیے ، اور یہ جو آیت میں نے ابھی تلاوت کی کہ: ﴿یدنین علیھن من جلابیبھن﴾

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں خواتین یہ کرتی تھیں کہ چادر اپنے اوپر ڈال کر اس کا ایک پلہ چہرے پر ڈال لیتی تھیں اور صرف آنکھیں کھلی رہتی تھیں اور باقی چہرہ چادر کے اندر ڈھکا ہوتا تھا، تو ''حجاب'' کا اصل طریقہ یہ ہے، البتہ چونکہ ضروریات بھی پیش آتی ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے چہرے کی حد تک یہ گنجائش دی ہے کہ جہاں چہرہ کھولنے کی شدید ضرورت داعی ہو اس وقت صرف چہرہ کھولنے اور ہاتھوں کو گٹوں تک کھولنے کی اجازت ہے، ورنہ اصل حکم یہی ہے کہ چہرہ سمیت پورا جسم ڈھکا ہونا چاہیے۔ [اصلاحی خطبات، ج ۱، ص ۱۷۶]

اور خواتین یہ نہ سمجھیں کہ یہ پردہ ہمارے لیے دشواری کا سبب ہے، بلکہ عورت کی فطرت میں پردہ داخل ہے اور ''عورت'' کے معنی ہی ''چھپانے والی چیز'' کے ہیں اور پردہ عورت کی سرشت میں داخل ہے، اگر فطرت مسخ ہو جائے تو اس کا تو کوئی علاج نہیں، لیکن جو تسکین اور راحت پردہ کی حالت میں ہوگی وہ تسکین بے پردگی اور کھلم کھلا اور علانیہ رہنے کی حالت میں نہیں ہوگی، لہذا پردہ کا تحفظ حیاء کا ایک لازمی حصہ ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں آج کے حالات دیکھ رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''قیامت کے قریب ایسی عورتیں ہوں گی کہ ان کے سر کے بال لاغر اونٹ کی کوہان کی طرح ہوں گے''

، اونٹ کے کوہان کی طرح بال بنانے کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تصور بھی نہیں آ سکتا تھا ،آج دیکھ لیں کہ عورتیں اونٹوں کے کوہان کی طرح بال بنا رہی ہیں۔

اور فرمایا کہ وہ عورتیں بظاہر تو لباس پہنی ہوئی ہوں گی لیکن وہ لباس ایسے ہوں گے کہ جن سے ستر کا مقصد حاصل نہیں ہوگا، اس لیے کہ وہ لباس اتنا باریک ہوگا یا وہ لباس اتنا چست ہوگا کہ اس کی وجہ سے جسم کے تمام نشیب و فراز عیاں ہو جائیں گے اور یہ سب حیاء کے ختم ہونے کا نتیجہ ہوگا، آج سے پہلے اس کا تصور اور خیال بھی نہیں آ سکتا تھا کہ عورت ایسا لباس پہنے گی، اس لیے کہ اس کے دل میں حیا تھی اور اس کی طبیعت ایسی تھی کہ وہ ایسا لباس پہننا پسند نہیں کرتی تھی، لیکن آج سینہ کھلا ہوا ہے، گلا کھلا ہوا ہے، بازو کھلے ہیں، یہ کیسا لباس ہے؟ لباس تو ستر پوشی کے لیے تھا جو عورت کو اس کی اصل فطرت کی طرف لوٹانے کے لیے تھا، وہ لباس ستر پوشی کا کام دینے کے بجائے جسم کو اور زیادہ نمایاں کرنے کا کام انجام دے رہا ہے۔

[اصلاحی خطبات، ج۱ص ۱۵۴]

مرد حجاب کے راستے میں رکاوٹ بن جاتے ہیں

واقعہ یہ ہے کہ ایک عورت کی پاکیزہ اور پارسا زندگی کے لیے حجاب ایک بنیادی اہمیت رکھتا ہے ،لہٰذا مردوں کا فرض ہے کہ وہ خواتین کو اس پر آمادہ کریں اور خواتین کا فرض ہے کہ وہ اس کی پابندی کریں، اس وقت بہت زیادہ افسوس ہوتا ہے جب بعض اوقات خواتین حجاب کرنا چاہتی ہیں لیکن مرد راستے میں رکاوٹ بن جاتے ہیں، اکبر الہ آبادی مرحوم نے بڑا اچھا قطعہ کہا ہے کہ:

بے پردہ کل جو نظر آئیں چند بیبیاں
اکبر زمین میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے پردہ تمہارا وہ کیا ہوا
کہنے لگیں عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

آج حقیقت میں پردہ مردوں کی عقلوں پر پڑ گیا ہے، وہ پردے کے راستے میں رکاوٹ بن رہے ہیں، اللہ تعالی اپنی رحمت سے ہم سب کو غلط خیالات سے نجات عطا فرمائے اور اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

[اصلاحی خطبات، ج۱ص ۱۷۷]

خواتین حالت احرام میں کس طرح پردہ کریں ؟

آپ کو معلوم ہے کہ حج کے موقع پر احرام کی حالت میں عورت کے لیے کپڑے کو چہرے پر لگانا جائز نہیں، مرد سر نہیں ڈھک سکتے اور عورتیں چہرہ نہیں ڈھک سکتیں، تو جب حج کا موسم آیا اور آنحضرت ﷺ ازواج مطہرات کو حج کرانے کے لیے تشریف لے گئے، اس وقت یہ مسئلہ پیش آیا کہ ایک طرف تو پردہ کا حکم ہے اور دوسری طرف یہ حکم ہے کہ حالت احرام میں کپڑا منہ پر نہ لگنا چاہیے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم حج کے سفر پر اونٹ پر بیٹھ کر جارہی تھیں تو ہم نے اپنے ماتھے پر ایک لکڑی لگائی ہوئی تھی تو راستے میں جب سامنے کوئی اجنبی نہ ہوتا تو ہم اپنے نقاب الٹے رہنے دیتیں اور جب کوئی قافلہ یا اجنبی مرد سامنے آتا دکھائی دیتا تو ہم اپنا نقاب اس لکڑی پر ڈال دیتیں تا کہ وہ نقاب چہرہ پر نہ لگے اور پردہ بھی ہو جائے، اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ احرام کی حالت میں بھی ازواج مطہرات نے پردہ کو ترک نہیں فرمایا۔

[ابو داود ، کتاب الحج ، باب فی المحرمة تغطی وجھا]

ابوداود کی روایت ہے کہ ایک خاتون کا بیٹا حضور اقدس ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں گیا ہوا تھا ، جنگ کے بعد تمام مسلمان واپس آئے ، لیکن اس کا بیٹا واپس نہیں آیا، اب ظاہر ہے کہ اس وقت ماں کی بے تابی کی کیا کیفیت ہوگی اور اس بے تابی کے عالم میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں یہ پوچھنے کے لیے دوڑیں کہ میرے بیٹے کا کیا بنا؟ اور جا کر حضور اقدس ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! میرے بیٹے کا کیا ہوا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تمہارا بیٹا تو اللہ کے راستے میں شہید ہو گیا، اب بیٹے کے مرنے کی اطلاع اس پر بجلی بن کر گری، اس اطلاع پر اس نے جس صبر وضبط سے کام لیا وہ اپنی جگہ ہے، لیکن اسی عالم میں کسی شخص نے اس خاتون سے یہ پوچھا کہ اے خاتون! تم اتنی پریشانی کے عالم میں اپنے گھر سے نکل کر حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں آئیں اس حالت میں بھی تم نے اپنے چہرے پر نقاب ڈالا ہوا ہے؟ اور اس وقت بھی نقاب ڈالنا نہیں بھولیں؟ جواب میں اس خاتون نے کہا:

"إن أزرأ ابني فلن أزرأ حيائی"

میرا بیٹا تو فوت ہوا ہے لیکن میری حیا تو فوت نہیں ہوئی۔

یعنی میرے بیٹے کا جنازہ نکلا ہے لیکن میری حیا کا جنازہ تو نہیں نکلا، تو اس حالت میں بھی پردہ کا اتنا اہتمام فرمایا۔ [ابوداود ، کتاب الجهاد ، باب فضل قتال الروم وعلی غیرهم من الأمم]

[اصلاحی خطبات، ج ۱، ص ۱۷۰]

کیا اسلام نے عورتوں کے ساتھ ظالمانہ سلوک کیا کہ ان کو گھروں میں قید کردیا اور ان کے چھروں پر نقاب ڈال دی اور ان کو کارٹون بنادیا ؟

اب اہل مغرب نے یہ پروپیگنڈہ شروع کردیا کہ مسلمانوں نے عورتوں کے ساتھ بڑا ظالمانہ سلوک کیا ہے کہ ان کو گھروں میں بند کردیا، ان کے چہروں پر نقاب ڈال دی اور ان کو ایک کارٹون بنادیا، تو کیا مغرب کے اس مذاق اور پروپیگنڈے کے نتیجے میں ہم اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان احکام کو چھوڑ دیں؟

یاد رکھو! جب ہمارے اپنے دلوں میں یہ ایمان اور اعتماد پیدا ہو جائے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو طریقہ سیکھا ہے وہی طریقہ برحق ہے تو پھر اہل مغرب کے طعنوں کی پرواہ نہیں، کوئی مذاق اڑاتا ہے تو اڑایا کرے، کوئی طعنے دیتا ہے تو دیا کرے، یہ طعنے تو مسلمان کے گلے کا زیور ہیں، انبیاء علیہم السلام جو اس دنیا میں تشریف لائے کیا انہوں نے کچھ کم طعنے سہے؟ جتنے انبیاء علیہم السلام اس دنیا میں تشریف لائے ان کو یہ طعنے دیے گئے کہ یہ تو پس ماندہ لوگ ہیں، یہ دقیانوس اور رجعت پسند ہیں، یہ ہمیں زندگی کی راحتوں سے محروم کرنا چاہتے ہیں، یہ سارے طعنے انبیاء کو دیے گئے اور تم جب مؤمن ہو تو انبیاء کے وارث ہو اور جس طرح وراثت میں دوسری چیزیں ملتی ہیں یہ طعنے بھی ملیں گے، کیا اس وراثت سے گھبرا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ کار کو چھوڑ دو گے؟ اگر اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان ہے تو پھر ان طعنوں کو سننے کے لیے کمر کو مضبوط کر کے بیٹھنا ہوگا۔

اور اگر فرض کرو کہ ان طعنوں کے نتیجے میں ان کے کہنے پر عمل کرلیا پھر بھی تیسرے درجے کے شہری رہو گے، وہ کہتے ہیں کہ عورتوں کو گھر میں مت بٹھاؤ اور ان کو پردہ نہ کراؤ، حجاب نہ کراؤ، اب آپ نے ان کی بات مانتے ہوئے اس پر عمل کرلیا اور عورتوں کو گھر سے باہر نکال دیا، ان کا پردہ بھی اتار دیا، دوپٹہ بھی اتار دیا، سبھی کچھ کرلیا، لیکن کیا انہوں نے یہ مان لیا کہ تم ہمارے ہو؟ اور کیا انہوں نے تمہیں وہی حقوق دے دیے؟ کیا تمہیں وہی عزت دی؟ نہیں! بلکہ اب بھی تم رجعت پسند اور دقیانوس ہو، اور اب بھی جب تمہارا نام آئے گا تو طعنوں کے ساتھ آئے گا، اگر تم نے سر سے لے کر پاؤں تک ہر چیز میں ان کی بات مان لی پھر بھی تم تیسرے درجے کے شہری رہو گے۔

[اصلاحی خطبات، ج۱، ص۱۷۱ تا ۱۷۳]

یاد رکھو! جو شخص اس کام کے لیے ہمت کر کے اپنی کمر باندھ لیتا ہے، وہی شخص دنیا سے اپنی عزت بھی کراتا ہے، عزت درحقیقت اسلام کو چھوڑنے میں نہیں ہے بلکہ اسلام کو اختیار کرنے میں ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ: "إنّ الله قد أعزّنا بالإسلام"

اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو کچھ عزت دی ہے وہ اسلام کی بدولت ہے۔

اگر ہم اسلام کو چھوڑ دیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں عزت کے بجائے ذلت سے ہمکنار کریں گے۔

[اصلاحی خطبات، ج ۱، ص ۱۷۴]

آج کل پروپیگنڈے کا ایک طوفان اُمڈ رہا ہے، اور یہ پروپیگنڈہ غیر مسلموں کی طرف سے تھا، اب نام نہاد مسلمانوں کی طرف سے بھی پروپیگنڈے کا ایک طوفان ہے، وہ پروپیگنڈہ یہ ہے کہ اسلام نے اور ان مولویوں نے عورت کو گھر کی چار دیواری میں مقید کر دیا ہے اور اس کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں، آج کی دنیا پروپیگنڈے کی دنیا ہے، جس میں بد سے بدترین جھوٹ کو پروپیگنڈے کی طاقت سے لوگوں کے دلوں میں اس طرح بٹھا دیا جاتا ہے جیسے کہ یہ پکی اور سچی حقیقت ہے، جرمنی کا مشہور سیاست دان گذرا ہے جس کا نام تھا گوئیرنگ، اس کا یہ مقولہ مشہور ہے کہ دنیا میں جھوٹ اتنی شدت کے ساتھ پھیلاؤ کہ دنیا اس کو سچ سمجھنے لگے، یہی اس کا فلسفہ ہے، آج چاروں طرف اسی فلسفہ پر عمل ہو رہا ہے۔

چنانچہ آج یہ پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ یہ اکیسویں صدی ہے، اس میں عورتوں کو گھر کی چار دیواری میں مقید کر دینا پرلے درجے کی دقیانوسیت ہے اور رجعت پسندی ہے، اور زمانہ کی ترقی کے ساتھ قدم ملا کر چلنے والی بات نہیں ہے، غور سے یہ بات سن لیں کہ قرآن کریم عورتوں سے یہ جو کہہ رہا ہے کہ اپنے گھروں میں قرار سے رہو، ایک بڑی اصولی ہدایت ہے، جو اللہ جل شانہ نے عطا فرمائی ہے۔

[اصلاحی خطبات، ج ۱۵، ص ۱۸۹]